مشرقی ترکستان: ماضی کے آئینے میں-۲

تحریر: عیسیٰ یوسف الپ تکین
ترجمہ و تلخیص: پروفیسر محمد سلیم

امیر یعقوب بیگ کی حکومت ۱۸۷۶ء-۱۸۶۳ء

دو سال کی انتھک کوششوں کے بعد امیر یعقوب بیگ ساری قوم کو ایک رشتہ میں پرونے میں کامیاب ہوگیا۔ اس طرح ایک ریاست کا قیام عمل میں آیا جس کا سربراہ امیر یعقوب بیگ کو ہی مقرر کیا گیا۔ یعقوب بیگ بڑا ہوشیار اور سمجھدار آدمی تھا۔ اس نے سب سے زیادہ اس امر کی طرف توجہ دی کہ نئی سلطنت کو استحکام نصیب ہو، داخلی طور پر قوم متحد ہو اور خارجی طور پر قوم متوقع بیرونی حملوں کے لیے تیار ہو۔ اس کے لیے فوجی تیاری کی سخت ضرورت تھی۔

۱۸۷۰ء میں امیر یعقوب بیگ نے ایک وفد قاضی یعقوب کی سرکردگی میں عثمانی خلیفہ سلطان عبدالعزیز کی خدمت میں قسطنطنیہ روانہ کیا جس نے سلطان سے مادی، مالی اور عسکری امداد کی درخواست کی اور استدعا کی کہ ترکستان خلیفہ کے ظل عاطفت میں آنا چاہتا ہے۔ وفد نے خلیفہ کو یقین دہانی کرائی کہ مشرقی ترکستان کی اسلامی حکومت کے حکمران سلطان کے وفادار رہیں گے۔ سلطان نے ایک فوجی وفد بریگیڈیر کاظم بیگ کی سرکردگی میں مشرقی ترکستان بھیجا جس میں مختلف امور کے ماہرین مثلاً یوسف چرکسی، اسمٰعیل حقی اور زمان بیگ داغستانی شامل تھے۔ یہ لوگ پیدل فوج، رسالہ اور توپ خانہ کے ماہر تھے اور مشرقی ترکستان کی نوزائیدہ اسلامی مملکت کی افواج کو ٹریننگ دینے کے لیے عثمانی وفد میں شامل کیے گئے تھے۵۔ سلطان نے وافر مقدار میں اسلحہ بھی

روانہ کیا۔ ایسا ہی ایک وفد اسمٰعیل پاشا خدیو مصر نے بھی ترکستان بھیجا۔ ان ماہرین کے تعاون سے امیر یعقوب بیگ نے اسّی ہزار نوجوانوں پر مشتمل ایک فوج تیار کی۔ ان عثمانی اور مصری ماہرین نے ترکستان میں اسلحہ سازی کا ایک کارخانہ بھی قائم کیا جہاں بندوق بھی بنائی جاتی تھی اور توپوں کی ڈھلائی بھی ہوتی تھی۔

خارجہ تعلقات کے ضمن میں بھی امیر یعقوب بیگ نے پیش قدمی کی۔ افغانستان کی حکومت کے ساتھ اس نے دوستی کا ایک معاہدہ کیا۔ امیر نے ایک بار پھر قاضی یعقوب کی سربراہی میں ایک وفد قسطنطنیہ روانہ کیا جس نے سلطان کے تعاون پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ اس وفد نے باب عالی کی خدمت میں بیش بہا تحائف پیش کیے۔ قسطنطنیہ میں رہ کر اس وفد نے دوسری حکومتوں سے بھی رابطے قائم کیے۔ روس اور انگلستان کے سفیروں سے ملاقاتیں کیں اور ان کو مشرقی ترکستان کی نوزائیدہ مملکت کے ساتھ تعاون پر آمادہ کیا۔

سلطان نے ایک بار پھر قاضی یعقوب کے لیے خطیر امداد روانہ کی۔ مزید برآں ماہرین تعلیم پر مشتمل ایک ٹیم ترکستان روانہ کی۔ سلطان کی فرستادہ اشیاء میں خاص طور پر قابل ذکر ایک جھنڈا تھا جس پر سورہ الفتح کی ابتدائی آیات لکھی ہوئی تھیں۔ ایک خلعت تھی، اور پانچ سو قرآن مجید کے نسخے تھے۔ سلطان کے فرستادہ ماہرین میں میجر کاظم (توپ خانہ) کے علاوہ دیگر دو عسکری ماہرین شامل تھے۔

امیر یعقوب نے خلافت عثمانیہ کے ساتھ بہت قریبی تعلقات استوار کر لیے تھے۔ حتیٰ کہ ترکستان کی مساجد میں خطبہ بھی سلطان عبدالعزیز کے نام کا پڑھا جانے لگا۔ نیا سکہ[۶] جاری ہوا تو اس پر بھی سلطان عبدالعزیز کا نام درج کیا گیا۔ مشرقی ترکستان کی اس نوزائیدہ اسلامی مملکت اور باب عالی کے مابین روز افزوں تعلقات کی نوعیت ایسی نہ تھی کہ خلافت عثمانیہ کے قدیم حریف روس اور برطانیہ اس کو خاموشی سے برداشت کر لیتے۔ چنانچہ انہوں نے مشرقی ترکستان کی نوزائیدہ

حکومت کے خلاف سازشیں شروع کردیں۔

امیر یعقوب بیگ نے ایک وفد الحاج مولا تراب کی سرکردگی میں روس بھیجا۔ یہ وفد ۱۸۷۴ء میں سینٹ پیٹرس برگ پہنچا۔ زارِ روس نے اس کا شاندار استقبال کیا۔ وفد کی تکریم میں ایک شاندار ضیافت دی گئی، مگر یہ سب کچھ ظاہرداری تھی۔ درونِ خانہ روسی حکومت چینی حکومت سے ساز باز کیے ہوئے تھی۔

حکومت برطانیہ نے امیر یعقوب بیگ کی حکومت کو تسلیم کرلیا تھا، اور آٹھ اہل کاروں پر مشتمل ایک وفد سر ڈوگلس فوریسٹ اور ڈاکٹر بیلوے کی سربراہی میں کاشغر روانہ کیا۔ اس وفد نے ملکہ انگلستان کا مراسلہ اور دوسرے تحائف امیر کی نذر کیے۔ امیر یعقوب نے برطانیہ سے اسلحہ کی خریداری کا معاہدہ کیا۔ چنانچہ جلد ہی امیر کے لیے برطانوی اسلحہ کی کھیپ پہنچ گئی۔

برطانیہ کی اصل دلچسپی یہ تھی کہ روس مشرقی ترکستان پر قبضہ کر کے ہند کی سرحدات تک نہ پہنچے۔ روسی گرم پانیوں تک رسائی کی شدید تمنا رکھتے تھے۔ برطانیہ کو اس بات سے زیادہ دلچسپی نہیں تھی کہ مشرقی ترکستان آزاد مملکت کی حیثیت سے قائم رہتا ہے کہ نہیں۔ چنانچہ جب مانچو حکومت نے مشرقی ترکستان پر دوبارہ قبضہ کرلیا تو برطانوی حکومت تماشا دیکھتی رہی۔ کسی قسم کی مداخلت کے بجائے اس نے خاموشی اختیار کیے رکھی۔ عثمانی حکومت نے بھی اس موقع پر مشرقی ترکستان کی حکومت کی کوئی امداد نہیں کی جس کی وجہ یہ تھی کہ سلطان عبدالعزیز، جس نے مشرقی ترکستان کی نوآزاد مملکت میں غیر معمولی دلچسپی لی تھی، کو ۱۸۷۶ء میں معزول کردیا گیا تھا۔ اور بعد میں قسطنطنیہ کے مسند اقتدار پر ایسے لوگوں کا غلبہ ہوگیا تھا جن کا تعلق فری میسن کی دشمن اسلام تحریک سے تھا۔ روس اور برطانیہ نے امیر یعقوب بیگ کی حکومت کو تسلیم بھی کیا تھا تو صرف اس لیے کہ چینی حکومت کو کمزور کیا جا سکے۔ امیر یعقوب بیگ کے مقاصد سے انہیں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ نہ ہی مشرقی ترکستان کے مسلمانوں کے ساتھ انہیں کوئی ہمدردی تھی۔

مانچو خاندان کا از سر نو تسلط

امیر یعقوب بیگ کی بڑھتی ہوئی سیاسی سرگرمیاں چینی حکومت کے لیے زبردست تشویش کا باعث تھیں۔ پیکنگ کے لیے مشرقی ترکستان کی ابھرتی ہوئی طاقت کو برداشت کرنا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ مانچو ملکہ نے اس مسئلے سے متعلق ایک مجلس بلائی۔ اس میں وزیر کبیر می ہونگ چانگ نے مشرقی ترکستان پر غلبہ حاصل کرنے کے خلاف تقریر کرتے ہوئے کہا تھا:

''موجودہ حالات میں جب کہ مانچو شہنشاہیت میں ضعف کے آثار پیدا ہو گئے ہیں، ایک بڑی عسکری قوت کو مشرقی ترکستان بھیجنا خطرات سے خالی نہیں ہوگا۔ ترکستان کے مقابلہ میں مشرقی سواحل پر استحکامات ضروری ہیں۔ ترکستان پر مختلف ملکوں کی نظریں ہیں۔ چنانچہ اسے فتح کرنا اور پھر اس پر قبضہ برقرار رکھنا بڑا دشوار ثابت ہو گا۔ مزید یہ کہ یعقوب بیگ سلطنت عثمانیہ کی حمایت میں چلا گیا ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر مشرقی ترکستان پر فوج کشی کرنا مفید ثابت نہیں ہوگا۔''

مجلس میں شریک قوم پرست لیڈر رزوزانگ تانگ نے اس رائے کی مخالفت کی اور ترکستان پر قبضہ کرنے کے حق میں دلائل دیئے۔ اس نے کہا:

''سواحل سے زیادہ سلطنت کی بری سرحدات کی حفاظت ضروری ہے۔ ماضی میں چین پر جتنے بھی حملے ہوئے ہیں وہ سب خشکی کے راستے سے ہوئے۔ مزید یہ کہ یہ حملے شمال اور جنوب کی جانب سے کیے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے بزرگوں نے منگولیا اور ترکستان کو مملکت چین میں شامل کرنے کے لیے متعدد بار انہیں زیر نگیں کیا۔ رہا ان ممالک کا تعلق جو آج ترکستان سے تعلقات قائم کیے ہوئے ہیں تو وہ سب ترکستان کی ثروت پر نظریں جمائے ہوئے ہیں۔ اگر ہم اس علاقہ پر قبضہ کر لیتے ہیں تو ان کی یہ امیدیں منقطع ہو جائیں گی۔ جہاں تک ترکستان پر لشکر کشی کے

لیے اخراجات کی فراہمی کا مسئلہ ہے تو یہ کچھ زیادہ اہم نہیں، اس لیے کہ ترکستان ایک مالدار ملک ہے، وہاں ہمارا قبضہ مستحکم ہونے کے بعد جلد ہی ہمارے مصارف پورے ہو جائیں گے۔"

یہ تقریر سن کر ملکہ سی-شی-تائی-ھو-نے زوزانگ تانگ کے نقطۂ نظر سے اتفاق کیا۔ اور مشرقی ترکستان پر لشکر کشی کا حکم صادر کر دیا، اور اس مہم کی سربراہی زوزانگ تانگ کے سپرد کی۔

زوزانگ تانگ نے فوج کے ۸۲ دستے ۱۸۷۵ء میں لی-او-چینگ کی سرکردگی میں مشرقی ترکستان کی طرف روانہ کیے۔ اس لشکر نے قمول، جوشیخ اور دوسرے شہروں کو فتح کیا۔ حتیٰ کہ اورمچی اور تاربغتائی پر بھی قبضہ کر لیا۔ البتہ مانچو فوجیں ولایت ایلی میں داخل نہیں ہوئیں۔ اس لیے کہ روسی فوجیں وہاں پہلے ہی داخل ہو چکی تھیں۔ یارقند اور خوتن بھی چینی قبضہ میں آ گئے۔

امیر یعقوب بیگ نے حملہ آور مانچو افواج کا بڑی حوصلہ مندی سے مقابلہ کیا۔ امیر نے اپنی افواج کو مانچو افواج کی پیش قدمی روکنے کے لیے مختلف سمتوں میں روانہ کیا۔ امیر کی ترک افواج نے بڑی جی داری سے حملہ آوروں کا مقابلہ کیا۔ بڑے بڑے خون ریز معرکے لڑے گئے، مگر مانچو فوجیں پیش قدمی کرتی رہیں۔ اسی اثنا میں امیر یعقوب بیگ کے اچانک انتقال کی خبر مشہور ہو گئی جس کی وجہ سے ترک فوجیوں کی ہمت ٹوٹ گئی۔ عام طور پر یہ بات مشہور ہے کہ امیر کو زہر دیا گیا۔ حق قولی بک امیر یعقوب بیگ کا جانشین مقرر ہوا۔ وہ بھی بہادری سے لڑا۔ مگر ۱۸۷۶ء تک تمام ترکستان پر مانچو افواج قابض ہو گئیں اور یوں ترکستان کی اسلامی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

فتح کے بعد مانچو حکمرانوں نے مقامی آبادی کے خلاف انتقامی کارروائیوں کا آغاز کر دیا۔ ہزاروں ترک مسلمانوں کو تہ تیغ کر دیا گیا۔ پرامن شہری اور جنگجو کی تمیز روا نہ رکھی گئی۔ امیر یعقوب بیگ کے خاندان اور متعلقین کو اذیتیں دے کر ہلاک کر دیا گیا۔ روایت ہے کہ مرحوم امیر یعقوب بیگ کی لاش کو قبر سے نکال کر نذر آتش کر دیا گیا۔ بڑے بڑے شہروں میں پھانسی گھاٹ بنائے گئے

اور وسیع پیمانے پر ''باغیوں'' کو موت کے گھاٹ اتارا گیا۔

(۱) ترکستان میں تمام ہی حکام چینی مقرر کیے گئے۔

(۲) ترکستان کی جداگانہ حیثیت ختم کر کے اس کو چینی سلطنت کا جز وقرار دے دیا گیا۔

(۳) ترکی نام والقاب آغا، بک وغیرہ کا استعمال ممنوع قرار دیا گیا۔

ترکستان کے لیے: شین جیانگ (غالباً سن کیانگ ہے)، ولایت کے لیے: داؤ، ضلع کے لیے: جو کے الفاظ رائج کیے گئے۔

شہروں کے نام تبدیل کر دیے گئے۔ بطور مثال---:

قراشہرین-جی، یارقندسا-جہ، اور ہچی ای-ھوآ اور کاشغر صو-فو کے ناموں سے پکارے جانے لگے۔

(۴) ترکی اور ترکستان کے الفاظ کا استعمال ممنوع قرار دے دیا گیا، تاکہ ماضی سے ترک مسلمانوں کا رشتہ منقطع کر دیا جائے۔ اخبارات پر پابندی لگا دی گئی۔ ۱۹۳۳ء سے قبل ترکستان میں کوئی اخبار اور رسالہ نہیں نکلتا تھا۔

(۵) اسلامی دور کی یادگار اور تاریخی عمارات کو منہدم کر دیا گیا۔ امیر یعقوب بیگ کے عہد کی ایک عمارت بھی باقی نہیں رہنے دی گئی۔ پرانے شہر ویران اور کھنڈر بنا دیے گئے۔ ان کی جگہ نئے شہر آباد کیے گئے جن میں چینی ثقافت کو فروغ دیا جانے لگا۔ جدید تعمیرات میں مزدوری مفت لی جاتی تھی حتیٰ کہ کھانا بھی نہیں دیا جاتا تھا۔

(۶) چینی زبان کی تعلیم اور استعمال پر پوری قوم کو مجبور کیا گیا۔

(۷) مسلمان لڑکیوں کی زبردستی چینی لڑکوں سے شادی کرائی جاتی تھی۔

(۸) حکم تھا کہ جب کوئی چینی حاکم گزرے، شہری کھڑے ہو کر اس کا استقبال کریں۔ اس کو درخواست پیش کریں تو گھٹنوں کے بل بیٹھ کر پیش کریں۔

(۹) کوئی رفاہی ادارہ، ہسپتال، مدرسہ وغیرہ تعمیر نہیں کیا گیا۔ چنانچہ امراض کی کثرت ہوگئی اور نتیجتاً شرح اموات میں بے پناہ اضافہ ہوا۔

(۱۰) زراعت اور صنعت پر بھاری ٹیکس عائد کردیے گئے جو غریب عوام سے زبردستی وصول کیے جاتے تھے۔

ان مختلف طریقوں پر عمل کر کے ترکی مسلمانوں کو مظلوم، مقہور اور بے بس بنا دیا گیا، ان کی عزت نفس کو مجروح کر دیا گیا اور ان کا رشتہ ماضی سے کاٹ دیا گیا۔ غربت، افلاس اور مظلومیت ان کا مقدر بنا دی گئیں۔ ۱۹۱۱ء تک یہی حالات قائم رہے، جب چین میں شاہنشاہیت کا خاتمہ ہوا تو ترکستان کے ترکوں نے بھی چین کا سانس لیا۔

۳- جمہوری حکومت کا دور (۱۹۴۸ء-۱۹۱۱ء)

مانچو حکومت کے مظالم چین میں اور ترکستان میں یکساں تھے۔ ان مظالم سے تنگ آ کر بالآخر چینی عوام اُٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے تین صدیوں سے قائم مانچو خاندان (۱۹۱۱ء-۱۶۴۴ء) کی حکومت کا خاتمہ کر ڈالا۔ اس کے بعد چین میں جمہوری حکومت کا اعلان کر دیا گیا۔ جمہوری حکومت میں پانچ اقوام کو اقتدار میں برابر کی نمائندگی دینے کا اعلان کیا گیا۔ چنانچہ مملکت کے لیے پانچ رنگوں کا جھنڈا اختیار کیا گیا۔ ڈاکٹر سن-یات-سین نے ترکستان کے لیے فوجی جنرل یانگ زنگ چو کو مقرر کیا۔ وہ براستہ روس ایلی پہنچا اور مانچو خاندان کے گورنر (زوزانگ تانگ) سے اقتدار چھینا۔ بتدریج تمام مزاحم قوتوں پر قابو پا کر مشرقی ترکستان میں پانچ رنگا جھنڈا لہرا دیا گیا۔

جنرل یانگ طویل عرصہ تک مشرقی ترکستان کا گورنر رہا۔ اس کے طور طریقے استبدادی تھے۔ اس نے اپنے دور اقتدار میں ترکوں میں پھوٹ ڈالے رکھی۔ ان کو متحد نہ ہونے دیا۔ اس کا جاسوسی کا نظام بہت کامیاب تھا۔ سب اس سے خوف زدہ رہتے تھے۔ اس نے اخبارات اور

رسالے نکالنے کی اجازت نہیں دی۔ ترکیہ سے سابق دور کے آئے ہوئے مدرسین کو ملک سے نکال دیا۔ اس کے استبداد کا یہ عالم تھا کہ تار، ٹیلی فون اور ٹیلی گراف پر خود نگرانی کرتا تھا، یا نہایت معتمد آدمی کو نگرانی پر مامور رکھتا تھا۔ ان پر ہر وقت تالا لگا رہتا تھا۔ یہ خود تالا کھولتا تھا۔ اس نے پورا اہتمام کیا تھا کہ یہاں کی خبریں باہر نہ جانے پائیں۔ رشوت کا یہ حال تھا کہ سرکاری مناصب بولی لگا کر حاصل کیے جاتے تھے۔ کوئی تعمیری اور اصلاحی کام اس شخص نے انجام نہیں دیا۔

گورنر چن۔شو۔چن (۱۹۳۳ء-۱۹۴۸ء)

گورنر یانگ نے اپنے دور حکومت میں نہ صرف ترکوں پر مظالم کا سلسلہ جاری رکھا بلکہ وہ چینیوں کو بھی خوش نہ رکھ سکا۔ فن-یاؤ-نان ترکستان میں مرکزی حکومت کا نمائندہ تھا۔ وہ یانگ کے طرز عمل سے سخت نالاں تھا۔ ۷ جولائی ۱۹۲۸ء کو یانگ اورمچی میں قانون کے کالج میں امتحانات میں شرکت کے لیے جا رہا تھا کہ راستے میں اسے قتل کر دیا گیا۔ کہتے ہیں اس میں فن-یاؤ کا ہاتھ تھا۔ اس قتل کے بعد فن یاؤ نے والی مشرقی ترکستان ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس کے خلاف امور داخلہ کے نگراں وزیر چن شو چن نے بغاوت کر دی۔ وہ یانگ کا شاگرد تھا۔ اس نے فن یاؤ کو بے دردی سے قتل کر ڈالا، ہاتھ پیر کاٹے، پھر آنکھیں نکالیں، اور وہ تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ فن یاؤ نان کے رویہ سے کوئی بھی خوش نہیں تھا۔ اس لیے اس کے قتل پر کسی نے بھی احتجاج نہیں کیا۔

چن شو چن بھی یانگ کی طرح ہی ظالم نکلا۔ وہ مرکزی حکومت کا برائے نام اطاعت گزار تھا۔ وہ انتہائی خودسر اور ظالم شخص تھا۔ ظلم اور لوٹ کا بازار اس نے بھی گرم رکھا۔ پانچ سال بعد لوگوں کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا۔ لوگوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔

آزاد قومی حکومت کا قیام (۱۹۳۳ء)

یانگ اور چن کے مظالم سے ترکستانیوں کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا تھا۔ جلتی پر تیل کا کام چن

شوچن کے ایک حکم نے کیا۔ بھاری ٹیکسوں کے خلاف جب قمول شہر کے لوگوں نے احتجاج کیا، چن نے انگور اور دیگر پھلوں کے باغات کو کاٹ ڈالنے اور تباہ کر دینے کا حکم دے دیا۔ اس حکم کے بعد عام بغاوت کی لہر پیدا ہوگئی۔ اس بغاوت کا آغاز قمول شہر کے دو بہادر نوجوانوں الحاج خوجہ نیاز اور صالح دوآغا نے فروری ۱۹۳۱ء میں کیا۔ بغاوت میں جان اس وقت پڑی جب صوبہ کاشغر کا مسلمان جرنیل (ماچونگ) اہل قمول کی امداد کے لیے وہاں پہنچ گیا۔ قمول میں چینی فوجوں کو شکست ہوگئی۔

اس کے بعد انقلاب کی آگ سارے ملک میں پھیل گئی۔ مختلف شہروں میں جہادی تحریکیں اٹھ کھڑی ہوئیں جن کے نتیجے میں ایلی اور اورمچی کے علاوہ سارا ترکستان چینی فوجوں سے خالی ہو گیا۔

۱۳ نومبر ۱۹۳۳ء کو مشرقی ترکستان کی آزادی کا اعلان کر دیا گیا۔ اور آزاد حکومت قائم کی گئی۔ نئی جمہوریہ کا سربراہ الحاج نیاز خوجہ کو مقرر کیا گیا۔ اور ثابت داملا کو رئیس الوزراء مقرر کیا گیا۔ کاشغر کو نئی آزاد حکومت کا دارالسلطنت قرار دیا گیا۔

مشرقی ترکستان میں روس کی مداخلت ۱۹۴۴ء-۱۹۳۴ء

مشرقی ترکستان میں نیاز خوجہ کی قیادت میں قومی حکومت کا قیام چین اور روس دونوں کے لیے باعث تشویش تھا۔ اپریل ۱۹۳۳ء میں اورمچی میں موجود قوم پرست چینی اور سفید روسی افواج نے چن شوچن کے خلاف بغاوت کر دی، جو اس وقت وہاں عملاً حکمران تھا۔ چن شوچن نے راہ فرار اختیار کی۔ اسی دن چین، روس اور مشرقی ترکستان کے بعض افراد پر مشتمل امن کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس کمیٹی کے ۴۴ ارکان تھے۔ اس کمیٹی نے سول انتظام کے لیے می اوفین شونگ کو والی اور سربراہ مملکت مقرر کیا۔ فوجی معاملات کے لیے ایک شوریٰ قائم کی گئی جس کا سربراہ فوجی جرنیل چینگ ین چونگ کو مقرر کیا گیا۔ یہ وہی شخص ہے جو منچوریا میں جاپانی فوجوں سے شکست کھا کر بھاگا تھا۔

امن کمیٹی نے مرکزی حکومت سے رابطہ قائم کیا اور اپنی وفاداری کا یقین دلایا۔ اور وہاں سے وفد طلب کیا۔ اس عرصہ میں روسی حکومت نے موقع کو غنیمت جان کر شنگ شہ زائی کو پیغام بھیجا کہ وہ اگر مشرقی ترکستان پر قبضہ کرنا چاہتا ہے تو روسی حکومت اس کی امداد کرے گی۔ شنگ شہ زائی ایک سیدھا سادہ جنرل تھا۔ وہ ارومچی سے باہر ترکوں سے لڑ رہا تھا۔ روس کی اس حوصلہ افزائی سے شہ پاکر وہ شہر ارومچی میں داخل ہو گیا۔ اور امن کمیٹی کا محاصرہ کر لیا۔ امن کمیٹی نے مجبوراً شنگ شہ زائی کو ترکستان کا عارضی فوجی رہنما تسلیم کر لیا۔

ادھر چین کی مرکزی حکومت نے جنرل ماچونگ کو ارومچی بھیج دیا۔ یہ ایک مسلمان جنرل تھا۔ اس نے شنگ شہ زائی سے مقابلہ کیا اور اس کو شکست دی (۳۱ مئی ۱۹۳۳ء)۔ شکست خوردہ شنگ نے روسی قونصل خانہ میں جا کر روسی حکومت سے امداد طلب کی۔ وہاں سے کثیر فوج مع ساز و سامان کے پہنچ گئی جس کے سامنے جنرل ماچونگ نہ ٹھہر سکا۔ وہاں سے فرار ہو کر وہ محمد امین بوغرا کے پاس خوتن پہنچا۔ اور وہاں بھی کامیابی نہ ہوئی تو پھر جولائی میں ہندوستان (کشمیر) چلا گیا۔

اس طرح مشرقی ترکستان کے اکثر علاقوں پر روس نواز شنگ شہ زائی کی افواج کا قبضہ ہو گیا۔ سوویت حمایت یافتہ قابضین نے کاشغر میں قائم ترکستان کی قومی حکومت کے سامنے چند تجاویز رکھیں جن میں دارالحکومت کو کاشغر سے ینگی حصار منتقل کرنا شامل تھا۔ سوویت حکومت اور سوویت حمایت یافتہ (چینی) قابض افواج چاہتی تھیں کہ کاشغر میں خوجہ نیاز کی سربراہی میں قائم قومی حکومت کو بہر طور ناکام بنایا جائے۔ چنانچہ انہوں نے عسکری دباؤ ڈال کر خوجہ نیاز کو اس امر پر مجبور کر دیا کہ وہ ''اپنی آزاد مملکت'' میں سوویت افواج اور ماسکو کی حمایت یافتہ چینی افواج کی سرگرمیوں سے تعرض نہ کرے۔ خوجہ نیاز کی طرف سے مزاحمت کی صورت میں سوویت حکام اس کی چھٹی کرانے پر کمربستہ تھے۔

قومی حکومت کے سربراہ خوجہ نیاز کے پاس جنگی ساز و سامان نہ تھا۔ وہ کچھ زیادہ حوصلہ مند

اور دلیر بھی نہ تھا۔ چنانچہ اس نے سوویت دباؤ کو قبول کرلیا۔ روسیوں نے خوجہ نیاز کو جنرل شنگ شہ زائی کی سربراہی میں قائم (اور مچی کی) سوویت حمایت یافتہ حکومت میں نائب گورنر کا منصب دے دیا۔ خوجہ نیاز کے روسیوں کے ہاتھ میں کھلونا بننے کے بعد عملاً ترکستان کی قومی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور مشرقی ترکستان اب عملاً سوویت اقتدار میں چلا گیا۔ تمام بڑے شہروں میں سوویت افواج داخل کر دی گئیں۔ ۳۷ - ۱۹۳۵ء کے درمیانی عرصہ میں مختلف ماہرین کی حیثیت سے کوئی ۴۰۰ روسی ترکستان میں مختلف مناصب پر لا کر فائز کر دیے گئے۔ روسیوں نے اس دوران میں مقامی باشندوں کے خلاف ظلم وستم اور تعذیب کا پرانا سلسلہ جاری رکھا۔

معمولی معمولی الزامات پر انتہائی سنگین سزائیں دی جاتی تھیں۔ سوویت مشیروں کے زیر نگرانی گورنر شنگ کی حکومت مقامی آبادی کے خلاف ہر طرح کا ظلم و جبر روا رکھتی تھی۔ بطور مثال:

۱- عورتوں اور لڑکیوں کے جسم کے مخصوص حصوں میں بجلی کے تاروں کو داخل کیا جاتا تھا۔

۲- مردوں کے اعضائے تناسل کو رسیوں سے باندھ کر کھینچا جاتا تھا۔

۳- جسم میں سوراخ کر کے ڈوری داخل کر کے کھینچا تانی کی جاتی تھی۔

۴- فوجی مشقوں میں نشانہ بازی کا ہدف زندہ انسانوں کو بنایا جاتا تھا۔

۵- قیدیوں کو مہلک گیسوں کے کمروں میں بند کر کے ہلاک کیا جاتا تھا۔

۶- ملک کے سربرآوردہ افراد کو مختلف حیلوں بہانوں سے قتل کرنے کی ایک منظم مہم شروع کی گئی، تاکہ مستقبل میں مخالفت کا اندیشہ نہ رہے۔ اس طرح لاکھوں انسانوں کو مختلف طریقوں سے ہلاک کر دیا گیا، جن میں قومی حکومت کے سربراہ خوجہ نیاز بھی شامل تھے۔

۷- نئی نسل کو سوویت تہذیب وثقافت میں رنگنے کے لیے نوجوانوں کی کثیر تعداد کو تعلیم کے لیے ماسکو بھیجا گیا۔ ترک عوام کے ملی جذبات کو کچلنے میں روسیوں نے مانچو حکمرانوں سے بھی بڑھ کر کردار ادا کیا۔ وہ مشرقی ترکستان کو مکمل طور پر کمیونزم کی آغوش کے سپرد کرنا چاہتے تھے۔

چینی اقتدار کی بحالی (۱۹۴۹ء-۱۹۴۴ء)

سوویت پشت پناہی کے باوجود مشرقی ترکستان کا گورنر شنگ شہ زائی ہر وقت خوف زدہ رہتا تھا۔ وہ ایک بزدل انسان تھا اور اسے چین کی مرکزی حکومت کی افواج کے حملے کا ڈر گھیرے رکھتا تھا۔ درحقیقت وہ مختلف جاسوس اور سازشی عناصر کے نرغے میں رہتا تھا۔ چینی، روسی، جاپانی، قوم پرست ترک، اور دیگر موقع پرست عناصر نے اس کے گرد مختلف سازشی حلقے بنا رکھے تھے۔ شنگ خودکوان کے اندر گھرا ہوا پاتا تھا۔ خوف زدگی کے اس عالم میں وہ قتل و غارت گری کا بازار گرم رکھتا تھا۔ جنگ عظیم دوم کے اختتام سے قبل شنگ نے محسوس کیا کہ بہتری اب اسی میں ہے کہ چین کی مرکزی حکومت کی وفاداری اختیار کر لی جائے۔ اس مقصد کے لیے اس نے ایک تار مرکزی حکومت کے نام روانہ کیا۔ اور مذاکرات کے لیے ایک نمائندہ ترکستان بھیجنے کی درخواست کی۔ مئی ۱۹۴۳ء میں چینی حکومت نے جنرل جو-شاو-کو اورمچی بھیجا۔ گورنر شنگ نے اس کا شاندار استقبال کیا، اور مذاکرات کے دوران اسے یقین دلایا کہ اگر مرکزی حکومت اسے مشرقی ترکستان کے گورنر کے عہدہ پر برقرار رکھنے کی یقین دہانی کرائے تو وہ روسیوں کو مشرقی ترکستان سے نکال کر باہر کرے گا۔

جنرل جو نے یہ پیغام مرکزی حکومت کے سربراہ جنرل چیانگ-کائی-شیک کو پہنچایا۔ مئی ۱۹۴۲ء اور جنوری ۱۹۴۳ء کے درمیان کے عرصہ میں جنرل جو نے اپنی شٹل ڈپلومیسی جاری رکھتے ہوئے اورمچی کے پانچ دورے کیے۔ انجام کار جنرل شنگ سے مشرقی ترکستان کے مستقبل کے بارے میں ایک معاہدہ طے پا گیا۔

مذکورہ معاہدہ کے بعد شنگ نے سوویت حکمرانوں کے بعض نامناسب اقدامات کا حوالہ دے کر اعلان کر دیا کہ اب ماسکو پر سے اس کا اعتماد اٹھ گیا ہے۔ شنگ نے روسی ماہرین اور مشیروں کے مشرقی ترکستان سے اخراج کا حکم صادر کرتے ہوئے اورمچی کے روسی قونصل خانہ اور روسیوں

کے زیر انتظام اور مچی کے ہوائی اڈے کا محاصرہ کرلیا۔ روسی چھاؤنیوں قمول اور کاشغر کو بھی محاصرہ میں لے لیا گیا۔ روسی اشاعتی ادارے بند کر دیے گئے۔ روسیوں سے خرید وفروخت ممنوع قرار دے دی گئی۔ ۱۹۴۳ء تک مشرقی ترکستان سے سوویت انخلاء مکمل ہو گیا۔ جاتے وقت روسی مشرقی ترکستان میں لگائی گئی صنعتیں، تنصیبات، مشینری وغیرہ ساتھ لے کر گئے۔ روسیوں کے انخلاء کے بعد قریب کے صوبے کاشغر میں متعین چین کی قومی افواج مشرقی ترکستان میں داخل ہو گئیں اور یوں مشرقی ترکستان پر ایک بار پھر چینی اقتدار قائم ہو گیا۔

چینی حکومت کے اقدامات

جب چین کی مرکزی حکومت کو مشرقی ترکستان پر پوری طرح غلبہ حاصل ہو گیا تو پہلی فرصت میں گورنر شنگ کو اس کے منصب سے معزول کر دیا گیا۔ اس کی جگہ ایک متعصب چینی چنگ کنگ کو گورنر مقرر کیا گیا۔ جو اس سے قبل تبت کا والی رہ چکا تھا۔

چنگ کنگ نے نئی حکومت تشکیل دیتے ہوئے حسب ذیل امور پر زور دیا:

۱- چینی ترکستان کے ترک جداگانہ قوم نہیں ہیں بلکہ واحد چینی قوم کا ہی حصہ ہیں۔

۲- صدیوں تک ایک دوسرے سے جدا رہنے کی وجہ سے چینیوں اور مقامی باشندوں میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔

۳- مشرقی ترکسان کے عوام کو لازماً چینی زبان سیکھنی چاہیے۔ جب تک وہ چینی زبان نہیں سیکھیں گے وہ چین کے برادرانہ جذبات سے واقف نہیں ہو سکیں گے۔

۴- چینی مردوں کو ترکستانی لڑکیوں سے شادی کرنی چاہیے۔ اس طرح تعلقات اور باہمی محبت بڑھے گی۔

۵- ترکستان ایک وسیع وعریض ملک ہے۔ اس کی آبادی کم ہے۔ آبادی بڑھانے کے لیے چین سے آباد کاروں کو یہاں لا کر بسانا ضروری ہے۔ اس طرح ان دو فریقوں کے درمیان قربت

پیدا ہوگی اور ان کے مابین ثقافتی، تمدنی اور سماجی ہم آہنگی پیدا ہوگی۔

ان مقاصد کے حصول کے لیے گورنر چنگ کنگ نے مندرجہ ذیل اقدامات اختیار کیے:

☆ مدارس کے نصاب تعلیم کو مکمل طور پر تبدیل کر دیا گیا اور اس کو چینی نصاب تعلیم کے مطابق بنایا گیا۔

☆ چینی زبان کو ترکستان کی سرکاری اور تعلیمی زبان قرار دیا گیا۔

☆ تمام مناصب سے قدیم اور سن رسیدہ لوگوں کو ہٹا کر ان پر چینی تہذیب وثقافت سے متاثر نوجوانوں کو مقرر کیا گیا۔

☆ دیندار لوگوں کی ہر طرح سے تذلیل کی گئی۔ جہلا اور مادہ پرست لوگوں کی حوصلہ افزائی سرکاری پالیسی قرار پائی۔

☆ اورمچی کے گرد زرخیز زمین چینی آبادکاروں میں تقسیم کی گئی۔

☆ جن لوگوں کو سابق گورنر شنگ نے جیلوں میں ڈال رکھا تھا، ان کو نکال کر نئے گورنر کا مصاحب اور معاون بنایا گیا۔

☆ نیک اور بھلے لوگوں کو جیلوں میں ڈال دیا گیا جہاں ان کو مذہبی رسوم تک ادا کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔

☆ حج کی ادائیگی پر پابندی لگا دی گئی۔

گورنر چنگ کنگ کی ان ظالمانہ پالیسوں کی بدولت جلد ہی ترکستان کے مسلم عوام میں چینیوں کے خلاف نفرت اور بغاوت کے جذبات ایک بار پھر ابھرنا شروع ہو گئے۔ ترکستانی عوام کے لیے یہ بات باعث حیرت تھی کہ چین کی مرکزی حکومت تو اشتراکی استعمار کے خلاف برسرپیکار تھی لیکن اسی مرکزی حکومت کی نمائندہ مشرقی ترکستان کی حکومت یہاں استعماری پالیسیوں کو آگے بڑھانے کے لیے ظلم وستم کا بازار گرم کیے ہوئے تھی۔ (جاری ہے)۔